فتوی والحرز تقوی اه ملخصا **قولہ** و

اراد بالاباحۃ ما لانھی فیہ وبالتقوی الورعۃ

فافہم **فائدۃ جلیلۃ** یقول العبد

الضعیف لطف بہ المولی اللطیف اعلم ان ھذا

الذی جزمنا بہ وعولنا علیہ فیما مر من ان المکروہ

تنزیہا لیس من الاثم فی شیء لاکبیرۃ ولاصغیرۃ

ولایستحق العبد بہ معاقبۃ لاکثیرۃ ولایسیرۃ

ھو الحق الناصع الذی لامحید منہ وبہ صرح

غیر واحد من العلماء ففی حظر رد المحتار تحت

قولہ اما المکروہ کراھۃ تنزیہ فالی الحل اقرب

اتفاقا بمعنی انہ لایعاقب فاعلہ اصلا لکن

یثاب تارکہ ادنی ثواب تلویح اہ **قولہ** والی

الحل اقرب ای الاباحۃ والا فالحل ثابت لا

شک وفیہ اخر الاشربۃ عن العلامۃ ابی

السعود المکروہ تنزیہا یجامع الاباحۃ اہ

قولہ یعنی الاساءۃ وعدم الحظر وترک الحجر

جمل الجلیلہ

ان المکروہ التنزیہی

لیس بمعصیۃ

فقہ

القاب ابن عابدین

تدلیس مطلق احکام کیا چیز ہیں کیونکہ ابن حجر تو نہیں ملتے جو امام ابوحنیفہ سے بھی بڑھکر واجب التقلید
ہیں مسلمانو جان حنفیت پر یہ ظلم ہوتا ہے اجماع جمیع ائمہ حنفیہ ایک متاخر عالم شافعی المذہب کے
قول سے رد کیا جاتا ہے اسلیے کہ انکے قول سے حدیث سنیت اذان علی باب المسجد میں جون جہت
کا موقع ملتا ہے امام اعظم کا ارشاد پس پشت پھینکا جاتا ہے اس جرم پر کہ انکے ارشاد سے وہ حدیث
صحیح ہوئی جاتی ہے جو اذان جمعہ کو بیرون مسجد سنت بتاتی ہے غرض اپنی ہٹ قائم رکھنے کو تقلید ۴۲
امام اعظم پاؤں کے نیچے مل جاتی ہے اور پھر نام حنفیت باقی ہے ۴۳ الہدایت سے کچھ دہقانی یہ
تمام مطالب وقایہ وغیرہا کتب اہل حق میں عبارات ائمہ سے روشن کردیے تھے اسپر فرمایا جاتا
ہے کہ وقایہ وغیرہ میں ایک عبارت بھی نہ لکھی آخر عوام کے سامنے رد حنفیت سے کوئی بچاؤ
بھی کریں ایک ۴۴ نرالی ہٹ دھرمی یہ کی کہ درباره مسئلہ سرقہ ردالمحتار میں جو براہ سہو برخلاف
تصریحات ائمہ محققین عقد مجنی حضور سے انکار واقع ہوا نصوص فتح القدیر و بحر الرائق سے
آنکھیں بند کرکے اس سہو کی تقلید جامد پر تمام عبارات ائمہ حقیقت سے توڑ کر مجاز پر ڈھالی
دیں اور اسپر یہ خوشی منائی کہ صاحب وقایہ کے تمام جد وجہد پر پانی پھر گیا اور میاں کمٹ اوچکی
اٹھی کہ چوری اور سرزوری حالانکہ تصریحات انکار ائمہ خود جیرا ہیں اور مونہ زوری سرزوری زبان وری
سینہ زوری سب دکھائیں ع چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا اسی پر لطف ۴۷ یہ کہ ایک متاخر
عالم کے سہو کو شراح درمختار کے سر باندھا یعنی سب یا اکثر یا کم از کم متعدد شراح درمختار نے
ایسا لکھا حالانکہ محض کذب اشد ظلم ۴۸ یہ کہ ادعائے تجدید کا موقع آئین ایک امام اہل سنت پر اور
خود یہ حالت کہ علوم حدیث وفقہ ومناظرہ میں وہ جدیدے اصل اصول گڑھیں کہ خدا کی پناہ۔ عاقل
ذی علم کو انھیں سنکر اعوذ ہی پڑھتے بنے ازانجملہ ایک اصل یہ گڑھی ۴۹ کہ امام ابن اسحق بلکہ امام اجل
امام الاولیاء والفقہاء والمحدثین امام سفین ثوری رضی اللہ تعالی عنہ جیسے مدلس کی تحدیث بھی غیر مقبول
یعنی وہ صراحۃً حدثنا کہیں جب بھی حدیث مردود و نامقبول ۵۰ چلیے صحیح بخاری بھی دریا برد کردی اپنے
ائمہ مذہب امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالی عنہما کے استاذ و استاذ الاستاذ امام ابن اسحق
[illegible] امام بخاری [illegible] کہ انھوں نے ان اذانوں کے برخلاف کتاب جزء القراءة میں توثیق

والا فاستواء الطرفين يبائن ترجح احد الجانبين
ولو لم يعزم رق في شرح الطوالع من مبحث
العصمة ترك الاولى ليس بذنب فالاولى وما
يقابله يشتركان في اباحة الفعل اه اقول
والمعنى ما ذكرنا اعني الرخصة وعدم التشديد
المعبر عنه بنفي الباس فلو كان اثما وفي
البحر الظاهر ان السنة فعل المغرب فورا وبعده
مباح الى اشتباك النجوم الخ قال الشامي الظاهر
انه اراد بالمباح ما لا يمنع فلا ينافي كراهة التنزيه
اه فلو كان اثما لما جامع الاباحة ولكان مما يمنع
ولما جاز التعبير عنه بلا باس اذ كل اثم فيه باس
ولما ساغ الجزم بنفي العقاب فقد ذكروا في
عقائد الاصحاب انه يجوز العقاب على الصغائر
واخرج ابو نعيم في الحلية عن محمد بن النضر
الحارثي يرفعه الى النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم ليخشين احدكم ان يؤخذ عند ادنى ذنوبه

في نفسه نعم قد افصح العلماء ان كل مكروه تنزيهاً
من الصغائر نص عليه العلامة البحر صاحب البحر
في رسالة له في بيان المعاصي واثره في حاشية
ابن عابدين من واجبات الصلاة وقد زلت
قدم لبعض المشاهير من فضلاء العصر فزعم
ان المكروه تنزيهاً صغيرة فاذا اصر يكون كبيرة
ومن العجب انه سلم كونه مجامعا للاباحة
ثم عاد يدخله في الآثام وهل سمعت قط
بشيء يسمى ذنبا مباحا في الانام
وهل يجمع السيفان ويحك في غمد وازيد
هذا ابانا فاقول اشنع شناعة تلزم هذه
المقالة لزوم صدور الذنوب عن سيد المتقين
صلى الله تعالى عليه وسلم والعياذ بالله اذ من
الثابت المحقق عند العلماء تعمده صلى الله تعالى
عليه وسلم البعض ما شانه هذا ابانا للجواز
وقد تقرر تكثر نحو ذلك منه صلى الله تعالى عليه وسلم

واعتقادنا انه صلى الله تعالى عليه وسلم معصوم
من تعمد الذنوب عن اخرها حتى الصغائر و
لقد نطقت بهذا المرام دلائل قاهرة لا ترام و
لا تضام ؏ ليس من افعال المستبشع عند العقلا
ان ينهى غيره عما صباحا ثم يذهب يرتكبها بنفسه
مساء كلا والله لن يكون ذلك وهو اخشى الله
واتقى له من هجوم تلك المسالك ؏ ليس هو
الذي قد انزل الله تعالى عليه ذم قوم يقولون
ما لا يفعلون ويأمرون ولا يأتمرون فقال
عز من قائل اتأمرون الناس بالبر وتنسون
انفسكم وانتم تتلون الكتب افلا تعقلون ○
وقال جل وعلا يايها الذين امنوا لم تقولون
ما لا تفعلون ○ كبر مقتا عند الله ان تقولوا
ما لا تفعلون ○ وقد عهدنا من شمائله صلى
الله تعالى عليه وسلم انه ما كان يامر بشيء الا
كان اول اخذ به ولا ينهى عن شيء الا كان اول

تارك اول له فلا والذي بعثه بالحق

هو اعز على ربه واكرم من ان يمقته بوجه

من الوجوه لاسيما هذا المقت الكبير لاسيما اذا صدر

من هذا السيد العظيم فاذا كانت حسنات

الابرار سيات المقربين فكيف بسيات العامة

فكيف بسيد المقربين فصغائرنا كبائر في حقه

وقد اجمعنا على العصمة عن تعمد الكبائر والاجماع حجة

ليس ان اقتراف الخطايا من سلطان

الشيطان وما كان الله ليجعل على حبيبه

سلطانا لعدوه صلى الله على الحبيب وسلم وهو

القائل تبارك وتعالى ان عبادي ليس لك

عليهم سلطن نكرة في حيز النفي فعمم وقد عرف هذا

ذلك اللئيم الكافر بنفسه فقال الا عبادك منهم

المخلصين فالمسلم احق واولى بالعرفان

الم يكن لنا في رسول الله اسوة حسنة وقد

كان الصحابة رضي الله تعالى عنهم يبتدرون الى

التأسي به صلى الله تعالى عليه وسلم من دون
بحث ولا تلعثم وقد كان يقرهم على ذلك فان
كان هذا خصوصية او وجه آخر بين ذلك
كما فعل في خلع النعال ومواضع عديدة اخرى
ليس من تعهد الذنوب من منفرات القلوب
وانما ارسله الله تعالى حبيبا محبوبا من كل جهة
وفي كل حال فترى الناس يهرعون اليه ويتهافتون
عليه ويفدونه بانفسهم واولادهم واباءهم و
امهاتهم لا لينفروا منه او ينفضوا من حوله
ليس من كره شيئا من اقواله او افعاله او حكم الله
فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه صرح به اجلاء
منهم المناوي في شرح حديث كان يلبس النعال
السبتية ويصفر لحيته بالورس والزعفران
حيث قال لان الناس يكرهون الشيب ومن كره منه
شيئا كفر اهـ ومعلوم ان كراهة الذنب ممن
اذنب منهم تمرغا له ممن كان وقد قال صلى الله

علیه وسلم فی حدیث اخرجه السبعة ماخلا
البخاری فان لم یستطع فبقلبه قال العلماء ای
ینکره وهو بان یکرهه اھ واذا الشمس جلیة
والسماء صاحیة والعین مبصرة فحمد الله علی
الاحسان ونتبع الحق حیث کان ولا نبالی
بخلاف الانس والجان علی ان نزاع من
نازع انما هو فی نفس التجویز اما الوقوع فلا
اخال مسلما یتفوه به فی حق نبیه صلی الله تعالی
علیه وسلم وان وجد احد یدندن حوله
فلا اظنه یستحق الخطاب ولا کلامه یستاهل
الجواب بل احب ان یمات ذکره ویهجر
فی زمانه ویطوی عاره کیلا تشیع الفاحشة
بین المؤمنین وانا ابرؤ الی الله تعالی من جنایة
قوله المهین المهین ونسأل الله ان لا تأخذنا
رافة فی دین الله نقاتله کائنا من کان فان
جنایة جانب المصطفی صلی الله تعالی علیه وسلم

الهم واكه في كل شان ونحن نشهد الله سبحانه و
تعالى على تنزيه ساحة المصطفى عن كل شوكة
واذى ولعمري كأني بهذا المدندن اذ طولب
بالدليل اعياه الابرار وضاق المقال وتبين
زيغه وضل طريقه وظهر عثاره واشتهر عواره
وانّى الدليل على باطل ضليل واذ كان الامر
كما وصفنا لك فاللازم على هذا التقدير هو
تحقق الضد وركما قدمنا فيكون باطلا باتفاق
المذهبين فهذا الشنيع لازم على جعل المكرم
تنزيهما من الصغائر فلا اقول وحاشى لله ان اقول
ان انتساب المعاصي عافاه الله تعالى بهذا او كاد ان
يقول نسأل الله العافية لنا وللمسلمين كيف ولازم
القول ليس بقول لكن المقصود ان جرب الزلة
كيف تجر الى ما هو اشنع وافضع وقد كنا منه نزوان
نريد الكلام على نحو المرام حتى وفقنا المولى في
هذا المقام فليتنبه لما هنا لك والله الهادي الى اقوم المسالك

ہوتا ہے ہر سمجھ والا بچہ بھی جانے گا کہ دروازہ اگر جزء ہوگا تو عمارت کا نہ کہ صحن کا۔ افسوس اس اوکھی انجنیری پر عمارت شرع کی شکست ریخت پھر کمال خوش فہمی کیسے ثبوت کو مسجد اور گھر کی حویلی میں فرق نہ کرسکے ایک محض مجمل عبارت درمختار گھسیٹ دی طرفہ یہ کہ اس میں بھی قطع برید لطیف یہ کہ اُسکے متصل ہی درمختار میں اُسکی مخالفت موجود وہ چھپالی ایک سب میں بڑی روشن برہان یہ کی جس سے امام ابن اسحٰق مطرود ہو جائیں اور ہزاروں احادیث صحیحہ مردود یعنی امام عینی کی حسب عادت ایک الزامی عبارت رامپوریوں سے سیکھ کر دکھائی [۴۰] اور وہی امام عینی اُسی کتاب میں جو امام ابن اسحٰق کو امام ثقہ ثبت [۴۱] اور عنعنۂ مدلس کو حجت لکھ رہے ہیں اُس سے آنکھ بند فرمائی [۴۲] ایک چھوٹی سی تحریف یہ کی کہ عبارت طبقات المدلسین میں ضعفہ بذلک احمد والدارقطنی کی جگہ ضعفہ احمد والدارقطنی بنالیا یعنی وصفہ کا ضعفہ بنایا اور اب بذلک ٹھیک نہ آتا تھا لہٰذا اُسے اُڑا دیا [۴۳] ایک بھاری افترا یہ کیا کہ جزم نسبت بلا ثبوت قطعی کے متعلق حکم صادر کیا ہے یعنی جز بخبر قطعی یقینی ثبوت کے کسی بات کو کہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا وہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کرتا ہے یہ قطعی اپنی طرف سے بڑھالیا حالانکہ ہمنے نہ ہمنے بلکہ ائمۂ دین نے جزم نسبت بلا ثبوت پر حکم صادر فرمایا ہے لہٰذا ان کا سوال یہ ہے کہ کلام ہم اہل حق کا دیکھو کہ افترا یہ کہ جس بات کا ثبوت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ہو اُسے حضور کی طرف بالجزم نسبت کردینا۔ آدمی کو عالم کہلانے کی بھی کچھ شرم چاہیے۔ افسوس کہ غشاوۂ عصبیت نے آیۂ کریمہ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا واثما مبینا کا بھی پاس نہ کرنے دیا [۴۴] ایک اور افترا یہ کیا کہ سکوت ابوداؤد کا احناف کے نزدیک بالاتفاق معتبر کہا حالانکہ ہمارے کلام میں نہ احناف کی تعمیم ہے نہ بالاتفاق کا لفظ صرف اپنے لیے گنجائش سخن نکالنے کو یہ گڑھت کی [۴۵] ایک داد غیر مقلدی یہ دی کہ قبول مرسل کہ تمام ائمہ حنفیہ بلکہ جمہور ائمہ بلکہ حسب تصریح امام ابن جریر وغیرہ دو سو برس تک صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا اجماعی مسئلہ ہے ایک شافعی المذہب عالم